۱۵) حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے ان کا ساتھ نہ دیا اور انجام کار غرق ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ! وہ میرے اہل میں سے تھا۔ حکم ہوا نہیں! اس لئے کہ وہ بدعمل تھا اور بدعمل تیرے اہل میں داخل نہیں۔

۱۶) یہ آیت اس بات میں قطعی ہے کہ جسمانی رشتہ نجات کے لئے کچھ سودمند نہیں جو کچھ ہے فقط ایمان وعمل ہے جو انسان نے خود کیا۔

۱۷) حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے کفر کی یقیناً خبر تھی اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا وہ بیٹے کی ہلاکت کے بعد تھا اور اس سوال وجواب سے آنے والی نسلوں کو تفہیم کرانا تھا اور یہ پیرایہ بیان قرآن کریم میں عام ہے اور ان ہی آیات کے اندر اس کی وضاحت بھی موجود ہے کہ تیرے اہل میں سے جو ظالم ہوا اس کو عذاب الٰہی سے نہیں بچایا جائے گا۔

۱۸) سورۃ القمر ۵۴:۱۱ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آسمان سے لگاتار بارش ہوتی تھی اور علاقہ کی تمام نہروں میں بہت بڑا سیلاب آ گیا تھا اور تورات میں بھی اس طرح کا بیان موجود ہے۔

۱۹) حضرت نوح علیہ السلام کا ظہور اس سرزمین میں ہوا تھا جو دجلہ اور فرات کی وادیوں میں واقع ہے اور دجلہ وفرات آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور بہت دور تک الگ الگ بہہ کر عراق زیریں میں باہم مل جاتے ہیں اور پھر خلیج فارس میں سمندر سے ہم کنار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آرمینیا کے یہ پہاڑ "اراراط" کے علاقہ میں واقع ہیں لیکن قرآن کریم نے اس جگہ کا نام لیا جہاں کشتی ٹھہری تھی اور "جودی" تھا۔

۲۰) تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ یہ واقعہ تاریخی ہے اور آٹھویں صدی مسیح تک وہاں ایک معبد موجود تھا اور لوگ اس کو "کشتی کا معبد" کہتے تھے۔

۲۱) ایک ایسے طوفان وسیلاب کے بعد ملک کی جو حالت ہو گئی ہوگی اس کی ہولناکی بالکل واضح ہے اور کشتی کے مکینوں کو یہ خیال لاحق ہوگا کہ اس سرزمین میں اب کیونکر زندگی بسر ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کر دی کہ سلامتی اور برکت کے ساتھ زمین پر قدم رکھو تمہارے لئے اب خوف کی کوئی بات نہ ہوگی اور تم کو زندگی کی تمام برکتیں حاصل ہوں گی لیکن آہستہ آہستہ آنے والی امتیں وہی کچھ کریں گی جو ہلاک شدگان نے کیا تھا اور پھر وہ بھی اپنا حشر دیکھ لیں گے۔

کفار سے موالات

سرسید احمد خانؒ

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

لا یتخذ المؤمنون الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منھم تقٰۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر ۝ قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمہ اللہ ویعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض واللہ علیٰ کل شیء قدیر ۝

"نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست سوائے ایمان والوں کے اور جس نے ایسا کیا تو اللہ سے اس کیلئے کچھ نہیں مگر یہ کہ تم ان (کے شر) سے بچنے کیلئے ایک بچاؤ کرو اور اللہ اپنے سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ کے پاس جانا ہے کہہ دے (اے پیغمبر) اگر تم چھپاؤ گے جو کچھ تمہارے دل میں ہے یا اس کو ظاہر کرو گے اس کو خدا جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

اس آیت کی نسبت مسلمان عالموں نے بہت بحث کی ہے اور متعدد معنی نکالے ہیں مگر تمام آیت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کافروں کے ساتھ محبت یا دوستی فی الدین ممنوع ہے یعنی کافروں سے اس وجہ سے دوستی ومحبت کرنی کہ ان کا دین اچھا ہے منع بلکہ کفر ہے اور اس کے سوا اور قسم کی دوستی ومحبت ممنوع نہیں ہے۔

یہ تخصیص خود اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اسی میں فرمایا ہے "ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء" "جس سے اس دوستی کرنے والے کا کفر لازم آتا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ

وہ محبت منجر بکفر نہ ہو اور وہ منجر بکفر نہیں ہو سکتی جب تک کہ تحسین فی الدین نہ ہو۔

اصل یہ ہے کہ جب مسلمان کافران مکہ کے پنجے میں پھنس جاتے تھے تو وہ ان کو ایذا دیتے تھے اور اسلام سے پھیر کر پھر اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے۔ اس مصیبت کے سبب یہ حکم نازل ہوا ہے جس میں یہ ہدایت ہے کہ کافروں سے دوستی و محبت فی الدین مت کرو لیکن اگر ان کے شر سے بچنے کیلئے بچاؤ کر لو تو کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ دل کی بات اور ظاہر کی بات سب خدا جانتا ہے۔ یہ آیت مثل سورہ نحل کی آیت کے ہے، جہاں کافروں کے عذاب کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "**الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان**" یعنی جس شخص نے جبر سے کفر کی بات کہہ دی ہے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو اس کو کچھ عذاب نہ ہوگا۔

علمائے مفسرین نے اگرچہ متعدد تاویلیں اس آیت کی کی ہیں مگر وہ مطلب بھی جو ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ چند یہودیوں نے مسلمانوں سے میل جول اس غرض سے شروع کیا کہ ان کو ان کے دین سے پھیر دیں۔ رفاعہ بن المنذر اور عبدالرحمن بن جبیر وسعد بن خیثمہ نے ان مسلمانوں سے کہا کہ تم ان سے بچے رہو کہ تم کو تمہارے دین سے نہ پھیر دیں، اس پر آیت نازل ہوئی۔

اسی تفسیر میں "**الا ان تتقوا منهم تقاة**" کے ذیل میں ایک قصہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو صحابیوں کو مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا۔ مسیلمہ کہتا تھا کہ قوم قریش کیلئے تو محمد ﷺ پیغمبر ہیں اور بنی حنیفہ کیلئے میں پیغمبر ہوں۔ اس نے ایک صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، ہاں، ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ جب دوسرے صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں اور جب یہ پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں تو انہوں نے کہا میں بہرا ہوں۔ اس پر مسیلمہ نے ان کو مروا ڈالا۔ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اپنے یقین پر مارا گیا اور اس نے رخصت پر عمل کیا۔

اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ کافروں کی دوستی تین طرح پر ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ اس کے کفر کو پسند کرتا ہو اور کفر کے سبب اس سے دوستی رکھتا ہو۔ ایسی دوستی تو منع بلکہ کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیاوی امور میں بحسب ظاہر معاشرت جمیلہ یعنی اچھا میل جول ہو اور یہ ممنوع نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ کافروں کے ساتھ میلان ہونا اور ان کی اطاعت اور مدد اور نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا محبت کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے ممنوع ہے مگر کفر نہیں۔ مگر ممنوع ہونے کی جو وجہ لکھی ہے وہ محض ناکافی ہے

یعنی اس میں لکھا ہے کہ ممنوع اس لئے ہے کہ اس طرح کا برتاؤ کبھی ان کی کفر کی پسندیدگی پر منجر ہو جاتا ہے مگر یہ بات محض لغو اور خود اپنے خیال سے پیدا کی ہوئی ہے جو مذہبی مسئلہ کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔

پس ان تمام روایتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کفار سے محبت اور دوستی من حیث الدین ممنوع ہے اس کے سوا کسی قسم کی دوستی اور معاشرت و محبت و وفاداری اور امداد اور کسی طرح کی راہ و رسم مذہب اسلام کی رو سے ممنوع نہیں ہے۔

گڑھے اشکال کے، تقلید کے بھرنے ہوئے واجب
نئے سر سے مجھے قرآن کی تفسیر کرنا ہے
مرے چارہ گرو! مجھ سے ہمہ تن گوش ہو جاؤ
کہ عہد کم نگاہی پر مجھے تقریر کرنا ہے

توڑ دے کڑیاں غلامی کی، آہن زنجیر کا
اک جہاں ہے منتظر مجھ سے تری تدبیر کا
عقل جامد، سوچ جامد، فکر فردا کچھ تو ہو
دور ہے قانون نو کا، اک نئی تفسیر کا

سوادِ شام سے پہلے (شعری مجموعہ) نگار سجاد ظہیر

ماہنامہ ترجمان القرآن حسن البناء شہید نمبر

مدیر: پروفیسر خورشید احمد

ماہ اشاعت: مئی 2007ء، قیمت: 90 روپے

ناشر: ادارہ ترجمان القرآن 5-A ذیلدار پارک

اچھرہ لاہور (زیر اہتمام الابلاغ ٹرسٹ)

تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

حسن البناء کے تحریکی اور دعوتی کارنامے کا اعتراف ہر وہ شخص کرے گا جس کا قلب و ذہن نور ایمان سے مستنیر ہے۔ اس پارہ صفت انسان نے اپنے عمل و کردار اور فلسفہ و افکار سے نہ صرف لوگوں کے قلب و دماغ کو متاثر کیا ہے بلکہ انہیں دین و شعائر کا خوگر بنایا تھا۔ مصر کے روشن خیالوں نے دین کے خلاف جو محاذ قائم رکھا تھا اور اسلامی سوسائٹی کو جس طرح وہ مودرنیٹ سوسائٹی بنانے کا عزم کر چکے تھے، اس سیلاب کو صرف حسن البناء، اور اس کی قائم کردہ تنظیم اخوان المسلمون نے روکا، حالانکہ اس دور میں نامور جامعات کے نابغہ روزگار بھی ان کے خلاف لب کشائی کی جرات نہ کر سکے تھے۔

حسن البناء شہید 17،18 سال کی عمر میں ہی اپنے دعوتی کام میں مشغول نظر آتے ہیں مگر انہوں نے منظم طریقے سے اس کام کا باقاعدہ آغاز 1928ء میں اسماعیلیہ کے مقام سے کیا تھا، وہ عہد حاضر کے دعوتی کام کے داعیوں کی طرح محض مساجد یا مدارس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کی بجائے قاہرہ اور اسکندریہ کے ان مقامات کا انتخاب کرتے ہیں جہاں صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے، اللہ اور اس کے پسندیدہ دین سے دور، اطاعت احکامات سے مفرور، محافل نشاط و طرب میں مسرور، خودسر و مغرور لوگ جمع ہوتے ہیں، وہ ایسے مقامات پر جا کر لوگوں سے مخاطب ہوتے اور انہیں اپنے رب کی محبت اور خالق سے تعلق خاطر کی لذت سے آشنا کرتے، یہ نیک خو، نیک خصلت، پاکیزہ سیرت شخص، ابدی و دائمی فلاح کے راز کو اپنی ذات تک محدود رکھنے کی بجائے دوسروں کو بھی لذت آشنا کرتا نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنی جدوجہد کے 21 سالہ مختصر عرصہ میں ہی اس نے نہ صرف مصر بلکہ سارے جزیرۃ العرب کا نقشہ ہی بدل دیا۔

حسن شہید کے نزدیک نظام زندگی کی پوری عمارت بندگی الٰہی کی بنیاد پر قائم ہے اور وہ فرد، معاشرہ، ریاست اور تاریخ کیلئے دعوت انقلاب اسلام اور قرآن کو قرار دیتے ہیں، اپنے اسی فلسفہ کی بنیاد پر حسن شہید نے اپنی تنظیم اخوان المسلمون کے ارکان میں ایک حسین خوبی یہ پیدا کر دی وہ سب تعلق باللہ، اور ربط بالقرآن کے سلک میں جڑے ہوئے تھے، بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حسن شہید کا منشور قرآن تھا اور اسی کے تحت وہ عالم اسلام کی وحدت کے داعی تھے، ان کی دعوت کے اثر سے ہی اخوان نے

خود کو قرآن کے ساتھ لازم کر لیا تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ قرآن زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے، قرآن سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے، جب انسان آنکھیں کھول کر اور ملکہ تفہیم سے قرآن پڑھتا ہے تب اسے ادراک ہوتا ہے کہ انسان کی رہنمائی کیلئے سب کچھ اسی قرآن میں ہے۔

حسن البناء نے جن ناسازگار حالات میں اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کی اس کی مختصر تصویر کشی پروفیسر خورشید احمد کے لفظوں میں یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک جانب تو ترایکا یعنی طاغوتی قوتیں، اشرافیہ اور مغرب جو جرنیلوں کا اتحاد تھا جو اقتدار پر قابض ہو کر انسانی لہو کی ہنسکیاں لے رہے تھے، جرنیلی قبضہ گیری کا یہ سلسلہ مصر سے ہوتا ہوا 1958ء میں پاکستان آ پہنچا، اپنی ہی قوم کو فتح کرنے کی انسانی اس جرنیلی لہر نے نو آزاد افریقی ممالک پر بھی مغربی پنجے گاڑ دیئے، فوجی معاہدات کی زنجیروں میں غلاموں کی طرح جکڑ کر اپنے تابع مہمل رکھا جائے، اس کی تکمیل کیلئے سامراجیوں نے فوجی جرنیلوں کو ہی اپنا ایجنٹ اور حلیف سمجھا کہ ہماری مدد سے یہی جرنیل ہی اپنے ملکوں میں شب خون مار کر اقتدار پر قبضہ کر سکتے ہیں اور ہمارے حکم پر اپنی قوم سے للہیت، بندگی اور دینی جذبات کو ختم کر سکتے ہیں، ایسے حالات میں حسن البناء، اور ان کی جماعت مغربی استعماریت اور ان کے آلہ کار جرنیلوں کے سامنے سد سکندری بن کر کھڑی ہو گئی، حسن شہید نے معاشرتی، سماجی اور سیاسی غلاموں کی راہ روی کے لیے قریہ قریہ کوچہ کوچہ اور گھر گھر جا کر رابطہ کیا اور ان تک اپنی سوچ و فکر پہنچائی۔

حسن البناء نے افراد سازی اور پھر ان کی اخلاقی و فکری تربیت، اور معاشرے کو اسلامی قلب میں ڈھالنے کے لئے جو قرآنی عمرانی پروگرام مرتب کیا اس کی تکمیل کے لئے بے پناہ سعی و جدوجہد نے حسن کو ایک منفرد و یگانہ حیثیت کا مالک بنا دیا ہے۔ اخوان المسلمون کے علاوہ اس طرح کی متعدد تحریکوں نے حسن سے بہت کچھ حاصل کر کے اعلانیہ بھی اور اس کے طریقے کو اپنا کر بھی اسے استاد تسلیم کیا ہے۔

حسن شہید واقعی ایک استاد، ایک مربی، ایک ریفارمر اور ایک رہنما تھے، وہ کتنے بڑے انسان تھے، اس کا اندازہ ترجمان القرآن میں حسن البناء کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان مضمون نگاروں کی عظمت سے لگایا جا سکتا ہے ابوالحسن علی ندوی، سید قطب شہید، جسٹس عبدالقادر عودہ، عبدالغفار عزیز، سید ابوالاعلیٰ مودودی، سعد الدین الولیلی، آیت اللہ محمد علی تسخیری، وغیرہ جیسے نامور حضرات جو خود اپنی اپنی جگہ اسکول آف تھاٹ کی حیثیت رکھتے ہیں جب یہ حضرات حسن شہید کی عظمتوں کے گیت گا رہے ہیں تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حسن اپنے وقت کا کتنا بڑا آدمی ہوگا۔ ادارہ القرآن نے حسن البناء شہید نمبر شائع کر کے ان کی خدمات کا صحیح اعتراف کیا ہے۔